جناب عبدالحلیم اثرؔ افغانی

جمال الدینؒ افغانی کا وطن

مجلّہ المعارف لاہور کی اشاعت ماہ مارچ ۱۹۷۱ء میں میرزا سید حسین عدالت تبریزی کے ایک مضمون کا ترجمہ جناب ڈاکٹر محمد ریاض کے قلم سے بہ عنوان "سید جمال الدین افغانی کے بارے میں چند چشم دید تاثرات" شائع ہوا ہے۔ جناب ڈاکٹر موصوف نے اس مضمون کے تعارفی نوٹ کی پہلی سطر میں تحریر فرمایا ہے:

"سید جمال الدین اسد آبادی افغانی متوفی ۹ر مارچ ۱۸۶۷ء"

اور مجھے جناب ڈاکٹر محمد ریاض کے اس جملہ میں سید جمال الدین کے نام کے ساتھ نسبتی نام "اسد آبادی" کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے اور وہ یہ کہ سید موصوف "اسد آبادی" نہیں تھے بلکہ "اسعد آبادی" تھے۔ اسداباد ایران میں ہے۔ اور اسعد آباد افغانستان کے مشرقی علاقہ کنڑ میں صوبہ ننگرہار کے دارالحکومت جلال آباد سے شمال مشرق کی طرف دریائے کنڑ کے کنارے واقع ہے۔ جناب ڈاکٹر محمد ریاض کا سید جمال الدین افغانی کو اسد آبادی قرار دینا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جناب موصوف اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کی رائے میں سید افغانی کا مولد و منشا سرزمین ایران تھی۔ آپ ایران کے شہر "اسد آباد" میں پیدا ہوئے تھے اور بعد میں افغانستان پہنچ کر افغانی کہلائے تھے۔

اس گروہ میں اس خیال کے پیدا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو اس اسعد آباد کا علم نہیں جو سرزمین افغانستان میں ہے۔ اور دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو اس سید جمال الدین ایرانی کا بھی علم نہیں ہے۔ جو سید جمال الدین افغانی کا معاصر تھا اور جس کے نام سید جمال الدین افغانی کا ایک مکتوب موجود ہے۔ دراصل سید جمال الدین کے افغانی اور ایرانی اسد آبادی ہونے کا یہ اختلاف بہت پرانا ہے اور اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ ایران کے اہل قلم نے سید جمال الدین افغانی کے ایرانی الاصل اسد آبادی ہونے کو ثابت کرنے کے لیے کئی ایک دلائل بھی پیش کیے ہیں۔ برادرم ڈاکٹر محمد ریاض ایران میں رہ چکے ہیں۔ ممکن ہے انھوں نے ایران میں قیام اور ایرانی اہلِ قلم کے افکار سے متاثر ہو کر سید جمال الدین کو اسد آبادی قرار دیا ہو لیکن حیرت

ہے کہ ان کی نظر سے وہ دلائل کیوں نہیں گزریں جن میں سید جمال الدین کے ایرانی الاصل نہ ہونے کے ثبوت موجود ہیں۔ اس لیے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علمی اور تاریخی فائدہ کے لیے اس موضوع سے متعلق بعض معلومات یہاں درج کی جائیں۔

عالموں اور ادیبوں کے بیانات اور افغانیؒ کے خاندانی حالات

باوجودیکہ سید جمال الدین اپنے نام کے ساتھ "افغانی" لکھتے تھے، پھر بھی آپ کی وفات کے بعد کئی علمی اور ادبی حلقوں میں اس موضوع پر کافی گرم بحثیں چھڑ گئیں کہ سید جمال الدین کس ملک کے رہنے والے تھے اور کون سے ملک کو ان کے مولد و منشا ہونے کا فخر حاصل ہے۔ ان مباحث میں جن لوگوں نے حصہ لیا ہے ان کے دو گروہ بن گئے ہیں۔

(الف) ایک طبقہ کا خیال ہے کہ سید جمال الدین افغانی دراصل افغانستان کے نہیں تھے بلکہ اصلاً ایرانی تھے۔ بعد میں افغانستان میں رہنے کی وجہ سے افغانی کے نسبتی نام سے مشہور ہونے کی وجہ سے افغانی مشہور ہوئے تھے۔ اس گروہ کے میر کارواں مرزا لطف اللہ خان شیرازی تھے اور ان کا دعویٰ یہ بھی تھا کہ وہ سید جمال الدین افغانی کے بھانجے ہیں (حالانکہ وہ سید موصوف کے حقیقی بھانجے نہیں تھے) اس گروہ کے دوسرے اہلِ قلم اور ان کے مفروضہ دلائل کا ذکر آگے کیا جائے گا۔

(ب) اس کے مقابلہ میں متعدد مستشرقین، سید افغانی کے نامور شاگردوں، ان کے خاندان کے فاضل افراد، دوسرے عالموں اور ادیبوں کی رائے یہ ہے کہ سید جمال الدین درحقیقت افغان تھے (سادات افاغنہ کے خاندان میں سے تھے) ایرانی نہیں تھے۔ اس گروہ کے پاس جو دلائل ہیں وہ ٹھوس شہادتوں پر مبنی ہیں اور وزن رکھتے ہیں۔ افغانستان اور برِ عظیم پاک و ہند کے علاوہ بیرونی ممالک میں سید موصوف کی قومیت اور مقامِ پیدائش کے متعلق جو اختلافات ہیں اور جس قدر اس سوال پر بحث کی گئی ہے ان کا کچھ حصہ نمونہ کے طور پر اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور اس کے آخر میں راقم الحروف نے اپنی تحقیق بھی شامل کی ہے:

۱۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم بیان شیخ محمد عبدہٗ کا ہے۔ موصوف مصر کے مفتیٔ اعظم رہ چکے تھے۔ سید جمال الدین افغانی کے خاص شاگردوں میں بھی ممتاز شاگرد تھے۔ اور سید موصوف کے قیامِ مصر اور اس کے بعد قیامِ یورپ کے دنوں میں رفیقِ خاص رہ چکے تھے۔ آج سید جمال الدین افغانی کی زندگی کے بہت سے واقعات کے متعلق معلومات کا بہت بڑا ذخیرہ وہی ہے جو ہمیں شیخ محمد عبدہٗ کے بیانات، تحریروں،

اور تالیفات کے ذریعہ ہاتھ آیا ہے۔ سید افغانی نے فارسی زبان میں ایک کتاب تالیف کی تھی جو حیدرآباد دکن میں چھپی تھی اور شیخ محمد عبدہٗ نے اس کتاب کا عربی ترجمہ الرّدّ علی الدھریین کے نام سے کیا تھا۔ شیخ موصوف اس کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"سید جمال الدین افغانی، افغانوں کے وطن کے معزز خاندان سادات سے تعلق رکھتے ہیں۔ سادات کا یہ خاندان ایک معزز گھرانہ ہے۔ ایک بڑا قبیلہ ہے۔ اب اس سے ایک بڑا فرقہ بن گیا ہے۔ ایسا کہ اب وہ ایک الگ قوم ہے اور شہر کابل سے تین دن کی مسافت پر کنڑ کے نام کے ایک علاقہ میں آباد ہے۔ آجکل یہ علاقہ کابل میں شمار ہوتا ہے۔"

۲۔ سید رشید رضا مرحوم مجلہ المنار مصر کے مدیر تھے۔ موصوف نے قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھی ہے جو مصر میں چھپ چکی ہے۔ سید رشید رضا نے اپنی اس تفسیر کے دیباچہ میں سید جمال الدین افغانی کے محامد و مناقب پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ سید رضا کی ایک دوسری تالیف ہے "تاریخ الاسلام"۔ آپ نے اپنی اس تالیف میں سید افغانی کے مقام پیدائش کے متعلق لکھا ہے۔

"سید افغانی اسعد آباد نام کے ایک گاؤں میں جو علاقہ کنڑ (افغانستان) کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، پیدا ہوئے۔

۳۔ مصر کے ایک اور اہلِ قلم "عبدالرحمٰن رافعی" اپنی تالیف "تاریخ حرکۃ قومی" میں لکھتے ہیں:

"سید افغانی اسعد آباد نام کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں ملک کابل کے کنڑ نامی ایک علاقہ میں واقع ہے۔"

۴۔ امیر شکیب ارسلان نے اپنی تالیف "الحاضر العالم الاسلامی" میں اس مسئلہ پہ تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے کہ آیا سید جمال الدین افغانی، افغانوں کے علاقہ اور سرزمین میں پیدا ہوئے تھے، یا یہ کہ جیسا کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے، مملکت ایران کے شہر ہمدان میں پیدا ہوئے تھے۔ اور پھر وہاں سے کابل (افغانستان) چلے آئے تھے۔ امیر موصوف نے ایک طویل اور مدلل بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ سید جمال الدین افغانی افغانوں کے ملک میں علاقہ کنڑ میں پیدا ہوئے تھے۔ امیر موصوف نے اپنی اس رائے کے ثبوت میں یہ بھی بیان کیا ہے:

"میں نے ۱۳۳۱ھ (۱۹۱۲ء) میں مکہ معظمہ میں حج کے دنوں میں علاقہ کنڑ (افغانستان) کے سید حسین بادشاہ صاحب سے ملاقات کی تھی اور بادشاہ صاحب موصوف کا کہنا یہ تھا کہ سید جمال الدین افغانی

کنڑ کے تھے [1]

امیر شکیب ارسلان آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔

"سیّد موصوف نے مملکتِ ترکیہ کے خلیفۃ المسلمین سے جو ملاقاتیں کی تھیں، آپ نے اس کی پوری تفصیل بیان کی تھی۔ ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ خلیفہ سے ملاقات کے وقت سید افغانی کا لباس افغانی علما کا معروف معزز لباس تھا۔ یعنی خوبصورت قبا پہنے تھے۔ اور بڑا عمامہ سر پر باندھے ہوئے تھے۔"

امیر شکیب ارسلان کافی مدت سیّد افغانی کی صحبت میں رہ چکے تھے۔ آپ نے ذاتی تحقیق کی تھی۔ اور ایک ممتاز شاگرد کی حیثیت سے آپ کی روایت بلا واسطہ ہے۔ چنانچہ سیّد افغانی کے مدرسہ فکر کے اس شاگرد رشید کا قول سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

۵۔ علامہ سیّد محمد امین گیلانی، خوگیانی (افغانستان) اپنی تالیف "حیاتِ جمال الدین افغانی" (فارسی) میں لکھتے ہیں کہ میں ۱۳۵۰ھ میں جب اپنی یہ کتاب تالیف کر رہا تھا، اس وقت سیّد حسین بادشاہ [2] صاحب زندہ تھے۔ میں نے اس سلسلہ میں موصوف سے مزید معلومات ارسال فرمانے کی درخواست کی تھی اور میرے مکتوب کے جواب میں سیّد موصوف نے (کنڑ افغانستان سے) یہ تفصیلی جواب ارسال فرمایا ہے:

"سیّد جمال الدین افغانی کے دادا نے یوسف زائی قبیلہ کے ایک معزز خاندان میں شادی کی تھی۔ سیّد افغانی کے والد کے ماموں صاحبان یوسف زئی قوم سے تھے اور میرے جد امجد سید فقیر بادشاہ صاحب کے ساتھ رہا کرتے تھے اور یہ بات حقیقت ہے کہ سیّد جمال الدین افغانی کنڑ کے رہنے والے تھے۔"

سیّد حسین بادشاہ صاحب جب اپنے مکتوب میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

"حج کے بعد میں مصر چلا گیا تھا۔ وہاں قاہرہ میں "مجلہ چہرہ نما" کے نام سے جو فارسی رسالہ نکلتا ہے اس کے مدیر عبدالاحمد خاں سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ انھوں نے بھی مجھ سے سیّد افغانی کے متعلق معلومات طلب کی تھیں اور میں نے اس کا جواب دیا تھا۔ بعد میں میرا یہ پورا بیان مجلہ چہرہ نما "قاہرہ اور مصر کے کئی دوسرے اخبارات اور رسائل میں چھپ گیا تھا۔

---

[1] حسین بادشاہ اور سید جمال الدین کے رشتہ اور قرابت پر آگے چل کر بحث کی گئی ہے۔

[2] یہ وہی سید حسین ہیں جن کا ذکر امیر شکیب ارسلان نے کیا ہے۔

علامہ سید محمد امین گیلانی، خوگیانی (کابل، افغانستان) کے اس بیان اور جناب امیر شکیب ارسلان مرحوم کے بیان میں حسین بادشاہ صاحب کا حوالہ دیا گیا ہے اور سید حسین موصوف نے اپنے جد امجد سید فقیر بادشاہ صاحب کا ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ:

سید جمال الدین افغانی کے اجداد میں سے ایک بزرگ کا اسم گرامی سید جمال الدین ہے جن کے پانچ فرزند اور ایک ہی دختر نیک اختر تھیں۔ ان میں سب سے بڑے فرزند کا نام سید عباس اور دوسرے فرزند کا نام سید ظہیر الدین تھا۔ سید حسین ابن سید غلام محمد ابن سید فقیر بادشاہ صاحب کا شجرہ سید عباس تک پہنچتا ہے۔ اور سید جمال الدین افغانی ابن سید محمد صفدر کا شجرہ سید ظہیر الدین تک پہنچتا ہے۔ اس نسبت سے سید فقیر بادشاہ صاحب اور سید محمد صفدر دونوں چچازاد بھائی تھے۔

سید محمد امین گیلانی نے سید حسین بادشاہ صاحب ترمذی سے اس لیے معلومات ارسال کرنے کی درخواست کی تھی۔ کہ اس وقت مرحوم سید حسین بادشاہ صاحب ہی اس مشترکہ خاندان میں اپنے قبیلہ کے رئیس اور عالم و فاضل شخصیت تھے۔ اور ان کے قول کو سند کی حیثیت حاصل تھی۔

افغانستان اور صوبہ سرحد میں سادات کو بادشاہ صاحب اور خالص پشتو تلفظ کے مطابق باچا صاحب کے توصیفی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

علامہ سید محمد امین گیلانی، خوگیانی مؤلف "حیاتِ جمال الدین افغانی" اس وقت زندہ ہیں۔ افغانستان کی مایۂ ناز علمی و عرفانی شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں اور حکومتِ افغانستان کی "مجلسِ عالی اعیان" کے رکن ہیں۔ اور راقم الحروف کو آپ کے عمِ بزرگوار حضرت الشیخ الفاضل مولانا محمد اسماعیل گیلانی مرحوم کے تلمذ کا شرف حاصل ہے۔

اوپر سید جمال الدین (اول) کی ایک لڑکی کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ سید عباس اور سید ظہیر الدین کی ہمشیرہ تھیں۔ یہ وہی محترم خاتون ہیں جو کہ حضرت سید حسن گیلانی پشاوری (متوفی ۱۱۱۵ھ-۱۷۰۳ء) کی اہلیہ اور حضرت شاہ محمد غوث گیلانی، قادری، پشاوری، ثم لاہوری (متوفی ۱۱۵۳ھ-۱۷۴۰ء، ان کا مزار شہر لاہور کے دہلی دروازہ کے باہر ہے) کی والدہ ماجدہ ہیں۔

سطور مندرجہ بالا میں ذکر کیا گیا ہے کہ سید جمال الدین افغانی کے جد امجد کی اہلیہ محترمہ ایک یوسفزائے سردار کی دختر نیک اختر تھیں۔ یہ سردار حضرت الشیخ الامیر اخوند محمد قاسم علی زائے، یوسفزائے نقشبندی ہیں۔ جو کہ ساتویں پشت میں سابق ریاست دیر (شمال مغربی سرحدی صوبہ) کے نواب محمد شاہ خسرو کے جد امجد ہیں۔ حضرت اخوند محمد قاسم اپنے

وقت میں اپنے ملک کے خان، امیر بلکہ عملاً سلطان تھے۔ آپ کی پوری زندگی قبائلی علاقہ یوسفزئی کے شمال اور شمال مغرب میں علاقہ کافرستان کے کفار اور مشرکین سے جہاد میں گزری تھی۔ کافرستان کے لیے جانے کا ایک راستہ اسی وادی کنڑ سے ہوکر گزرتا ہے جہاں سید جمال الدین افغانی کے جد امجد کا مقام سکونت اسعد آباد واقع ہے۔ سید محمد صفدر (سید جمال الدین افغانی کے والد) کے والد کا نام حضرت مولانا الشیخ الفاضل سید علی تھا۔ وہ بھی حضرت اخوند قاسم کے ساتھ ان جہادوں میں شریک رہے اور حضرت اخوند محمد قاسم نقشبندی نے ان کو اپنی دامادی میں لے لیا تھا۔

سطور مندرجہ بالا میں جو وضاحتیں پیش کی گئی ہیں ان کی ضرورت سید جمال الدین افغانی سے ان کے تعلق کی بنا پر محسوس کی گئی ہے۔

۶۔ جرجی زیدان نے اپنی تالیف مشاہیر الشرق (جلد دوم) میں سید جمال الدین افغانی کی متعدد عکسی تصاویر شائع کی ہیں اور ساتھ ہی آپ کے حالات بھی پوری تفصیل کے ساتھ درج کیے ہیں۔ موصوف سید افغانی کے حالات کے ضمن میں لکھتے ہیں؛

"سید موصوف "اسعد آباد" نام کے ایک گاؤں میں، جو علاقہ کنڑ کے دیہات میں سے ایک چھوٹی سی بستی ہے، وہاں علم اور شرافت کی بنا پر قدر و منزلت رکھنے والے ایک خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ اور علاقہ کنڑ کابل کے ولایات سے مربوط ولایت ہے۔"

۷۔ چارلس ایڈمز نے اپنی تالیف اسلام اینڈ ماڈرن ازم میں لکھا ہے،

"سید افغانی کابل (افغانستان) کے اسعد آباد نام کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے تھے۔"

۸۔ مسٹر بلنٹ۔ اپنی تالیف مصر کی خفیہ تاریخ (سیکرٹ ہسٹری) میں لکھتے ہیں؛

"جب تک سید جمال الدین افغانی مصر نہیں آئے تھے آپ کے معلومات اور تجربے وسط ایشیا کے دائرۃ تک محدود تھے۔ اور ترتیب کے ساتھ آپ نے دینی علوم ایران، بخارا، افغانستان اور ہندوستان میں حاصل کیے تھے۔ اور آپ کی پیدائش افغانستان کی ہے۔"

راقم الحروف کی تحقیق یہ ہے کہ سید جمال الدین افغانی نے اپنی ابتدائی زندگی میں علوم دینی کی تحصیل کے لیے بخارا اور ایران کا سفر نہیں کیا تھا بلکہ آپ نے افغانستان اور پشاور میں تعلیم حاصل کی تھی۔ پشاور شہر میں آپ نے مولانا محمد حسن المعروف بہ حافظ دراز پشاوری اور مولانا میاں محمد وسیم کاکاخیل سے فیض حاصل کیا تھا۔

۹۔مصطفیٰ عبدالرزاق جنھوں نے سید جمال الدین افغانی کی تالیف "عروۃ الوثقیٰ" کو مرتب کیا تھا۔ اس کی اشاعت دوئم (طبع دمشق) کے دیباچہ میں لکھتے ہیں :

"سوال یہ ہے کہ آیا سید جمال الدین افغانی کابل کی سرزمین کے علاقہ کنڑ کے موضع "اسعد آباد" میں پیدا ہوئے تھے جہاں سادات کا ایک مشہور خاندان آباد ہے۔ یا یہ کہ آپ ایران کے علاقہ ہمدان کے موضع اسدآباد میں پیدا ہوئے تھے۔ اور پھر قزوین اور فارس میں آپ نے دینی علوم حاصل کیے تھے اور اس کے بعد افغانستان تشریف لے گئے تھے۔

"اس سلسلہ میں ایران کے سنیوں میں بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سیدنا افغانی الاصل نہیں تھے۔ بلکہ ایرانی تھے آپ کے والد ماجد ایران کے علاقہ ماژندران کے رہنے والے اور ایرانی فوج میں کیپٹن کے عہدہ پر فائز تھے۔ حکومت ایران کی طرف سے وہ افغانستان بھجوائے گئے تھے۔ اور افغانستان میں قیام کے دنوں میں اُن کے گھر میں یہ نامور فرزند سید جمال الدین تولد ہوئے تھے۔ اسی طرح ایران کے بعض دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ سید جمال الدین کے والد ماجد نے افغانستان میں قیام کے دنوں میں وہاں شادی کی تھی اور پھر ایران لوٹ آئے تھے۔ اور بعد میں ایران ہی میں اس افغانی الاصل بیوی کے بطن سے اس نامور فرزند کی ولادت ہوئی تھی۔"

مصطفیٰ عبدالرزاق نے اہل ایران کے تمام بیانات نقل کرنے بعد محاکمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

"صحیح بات یہ ہے کہ سید جمال الدین درحقیقت افغانی الاصل ہیں۔ وجہ یہ کہ سید موصوف نے اپنے آپ کو افغانی کہنے اور لکھنے پر شرم محسوس نہیں کی ہے۔ اور نہ اپنی اصلیت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے اور نہ افغانوں نے ایسے کسی شک کا اظہار کیا ہے کہ آپ حقیقتاً افغانی الاصل نہیں تھے اور نہ ہی سید موصوف کے شاگردوں یا آپ کے ان معاصرین نے جو سید صاحب کی زندگی میں یا آپ کی وفات کے قریبی دنوں میں زندہ تھے اس قسم کے کسی شک کا اظہار کیا ہے۔"

۱۰۔ جرجی زیدان نے اپنی تالیف میں جہاں سیّد موصوف اور مملکتِ ترکیہ کے عثمانی سلطان کے حالات بیان کیے ہیں وہاں صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ سلطان سے ملاقات کے وقت سیّد جمال الدین اپنے دیدہ زیب سو فیصد افغانی لباس میں تھے۔ اور افغانستان کے علما کی مخصوص دستار (عمامہ) زیب سر کیے ہوئے تھے۔

۱۱۔خود سید جمال الدین افغانی نے افغانستان کے بارے میں جو تاریخی کتاب تتمۃ البیان فی تاریخ الافغان کے نام سے لکھی ہے اس سے بھی صاف طور پر یہ واضح ہوجاتا ہے کہ سید جمال الدین درحقیقت افغانی تھے۔ سید جمال الدین افغانی کی یہ تالیف ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۳۱۸ھ شمسی/۱۹۳۹ء میں حضرت علامہ سید محمد امین گیلانی خوگیانی (افغانستان) کے تحشیہ سے مطبع عمومی کابل میں چھپ چکی ہے۔ اس کے صفحہ ۷۷ پر سید جمال الدین افغانی خود تحریر فرماتے ہیں۔

"از طوائف موجودہ در بلاد افغان یکے طائفہ شرفا (اولاد علی ابن ابی طالبؓ) موسوم بہ سادات می باشند بعضے ازین طوائف در پشنگ از نواحی قندہار و بعضے در کنر جلال آباد سکونت دارند۔ چنانچہ شرفاء کنر از عہد بابر شاہ تا امروز کبرا و عظما بودہ است۔ و افغانہا بہ این طائفہ نہایت عقیدت دارند۔ و اخلاق و لباس این طائفہ مانند افغانہا است"

سید جمال الدین افغانی کی اس تصریح سے کہ سادات کنر کا لباس افغانیوں جیسا ہے یہ سمجھ میں آجاتا ہے۔ کہ آپ سلطان ترکیہ سے ملاقات کے لیے افغانی لباس میں کیوں تشریف لے گئے تھے۔

۱۲۔ مولانا میاں منصور احمد انصاری (بجنور۔ یوپی کے مشہور اخبار مدینہ کے ایڈیٹر مولانا حامد الانصاری کے والد ماجد) مہاجرین کابل میں بہت اونچے درجے کے عالم تھے۔ آپ نے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ جب میں مملکت ترکیہ کے سفر پر گیا تھا تو وہاں ایک آدمی نے مجھے سید جمال الدین افغانی کی ایک ایسی تصویر دی تھی جس پر سید موصوف کے اپنے دستخط ثبت تھے۔ اور انہوں نے یہ تصویر اپنے ایک ہمنام سید جمال الدین کو بھجوائی تھی۔ مولانا میاں منصور احمد آگے چل کر فرماتے ہیں کہ میں نے اس فوٹو سے متعدد عکسی تصاویر لے لیں۔ اور جب ترکیہ سے کابل واپس آگیا تو یہاں ان تصویروں کو اپنے متعدد دوستوں میں تقسیم کیا۔ مولانا منصور انصاری کا یہ بیان علامہ سید محمد امین گیلانی نے اپنی تالیف "حیاتِ سید جمال الدین افغانی" میں نقل کیا ہے اور اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید جمال الدین افغانی کے معاصر ایک دوسرے سید جمال الدین بھی موجود تھے۔ اور بہت ممکن ہے کہ یہ دوسرے سید جمال الدین ایرانی ہوں۔ اور اس سے ایران کے لوگ شبہ اور التباس میں پڑ گئے ہوں"۔

۱۳۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے مشہور مجلہ الہلال اشاعت ۱۳۴۷ھ-۱۹۲۸ء کے ایک پرچہ میں سید جمال الدین افغانی کا ایک خط چھپا ہے جو سید موصوف نے فرانس کے مشہور فیلسوف موسیو رینان کے نام لکھا تھا۔ اس خط میں سید جمال الدین افغانی نے اپنے "افغانی" ہونے کا ذکر کیا ہے۔

۱۴۔ "موسیو براؤن اپنی تالیف" انقلاب فارس "میں لکھتے ہیں کہ سید جمال الدین دراصل ایرانی تھے لیکن وہ اس وجہ سے اپنا تعارف افغانی سے کیا کرتے تھے کہ اہل السنت والجماعت مسلمانوں کے ساتھ اختلاط اور میل جول میں آسانی ہو۔ اور دوسری بات یہ کہ سید موصوف خود اہل السنت والجماعت کے مسلک کے پیرو کار تھے۔ اور یہ بھی چاہتے تھے کہ ان فارسی دانوں کی سرپرستی سے اسے نجات حاصل ہو۔ جن کی اپنی قسمت مشکوک تھی۔ سید موصوف بہت ہی بچپنے میں افغانستان چلے گئے تھے۔"

موسیو براؤن آگے چل کر لکھتے ہیں کہ :

"سید جمال الدین مملکت ایران کے علاقہ ہمدان کے اسد آباد نام کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن یہ بات کہ موصوف کیوں اپنے آپ کو افغانی کہتے تھے ؟ کیوں اپنے آپ کی نسبت افغانستان کی طرف کیا کرتے تھے ؟ اور یہ نسبت ان کو حد سے زیادہ کیوں عزیز تھی ؟ اس کی وجہ معلوم کرنا ناممکن ہے۔ البتہ قیاس سے کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔"

براؤن نے دوستی کے رنگ میں جس طرح سید جمال الدین افغانی کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے ، اس پر راقم الحروف نے اپنی تالیف "تذکرۂ سید افغانی" کے دیباچہ میں تفصیل سے بحث کی ہے۔ اگر اس تفصیل کو نظروں کے سامنے رکھا جائے تو واضح ہوگا کہ براؤن نے کسی بغض و عناد کے جذبہ کے تحت یہ غلط بیانی اور بہتان تراشی کی ہے۔ بات واضح ہے سید موصوف کی تعلیمات اتحاد العالم الاسلامی اور اس نعرہ نے کہ "اے مسلمانو! جب یہ ایک حقیقت ہے کہ الکفر ملۃ واحدۃ تو کفر کی اس ملتِ واحدہ کے مقابلہ کے لیے دنیا بھر کے مسلمانوں کو بھی ملۃ واحدہ کی شکل میں منظم ہو کر استعمار کا مقابلہ کرنا چاہیئے" ایک زبردست سیاسی قوت کی شکل اختیار کر لی تھی جس کی بدولت انگریزوں کی ڈپلومیسی کو سرزمین ایران میں عبرتناک اور شرمناک شکست ہوئی تھی۔ اس لیے براؤن کے دل میں سید موصوف کے خلاف بغض و عناد کی آگ سلگ رہی تھی اور اسی وجہ سے اس نے سید جمال الدین افغانی کے سُنّی ہونے اور دوسرے معنوں میں اہل تشیع کے مخالف ہونے کا یہ افسانہ گھڑ لیا تھا۔ تاکہ مملکتِ ایران میں سید موصوف کے اثر و رسوخ کو کم کیا جا سکے۔ حالانکہ خود براؤن کو بھی اس کا اعتراف ہے کہ چاہے کتنے ہی مخالفانہ حربے استعمال کیے جائیں انگریزوں کے لیے سید افغانی کی بے پناہ سیاسی طاقت اور قوت کا مقابلہ کرنا ان کے بس سے باہر تھا۔ اگر اس نقطۂ نظر سے براؤن کے اس بیان کو ملاحظہ کیا جائے تو اس کا بودا پن ظاہر ہو جاتا ہے۔

ہم نے سید جمال الدین افغانی کے ایرانی الاصل یا افغانی الاصل ہونے کی اس تاریخی بحث سے متعلق دونوں

نظریے رکھنے والے گروہوں کے بیانات تفصیل سے درج کر دیئے ہیں اور ان سے اس نتیجہ تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے کہ سید جمال الدین افغانی درحقیقت "افغانی الاصل" تھے۔ اس سلسلہ میں چند ایک باتوں کی طرف مزید توجہ مبذول کرانے کی ضرورت ہے۔

اوّل یہ کہ سید جمال الدین نے اپنا نسبتی نام "افغانی" اپنے ذاتی نام سے اپنی کسی بھی تحریر میں حذف نہیں ہونے دیا ہے اور ہر ایک تحریر اور مکتوب پر ان کے دستخط کا نمونہ یہ رہا ہے "جمال الدین الحسینی الافغانی"

دوم یہ کہ آپ نے اپنے نسب کے سلسلہ میں اپنے والد ماجد کا نام سید محمد صفدر اور اپنے جدامجد کا نام سید علی ترمذی بتلایا ہے۔ اور سید علی ترمذی المعروف بہ پیر بابا کا اسم گرامی ایک ایسا ثبوت ہے کہ اس کے تذکرہ کے بعد سید جمال الدین افغانی کے افغانی الاصل ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ پیر بابا اور آپ کی اولاد افغانوں کے علاقہ میں آباد ہے۔

حضرت سید علی ترمذی (قندوزی) المعروف بہ پیر بابا علیہ الرحمۃ کا مزار پیر بابا نوا (علاقہ بونیر سابق ریاست سوات شمال مغربی سرحدی صوبہ) میں ہے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ سید حبیب اللہ (لاولد) اور سید میاں مصطفیٰ محمد۔ آپ یعنی میاں مصطفیٰ اپنے والد ماجد کی زندگی میں علاقہ کنڑ (سمت مشرقی افغانستان) تشریف لے گئے تھے۔ اور دریائے کنڑ کے کنارے پر واقع موضع پشت میں سکونت اختیار کی تھی۔ وادی کنڑ میں چند دیہات کے مجموعہ کو پشت کہا جاتا ہے۔ سید میاں مصطفیٰ کا مزار جس گاؤں میں واقع ہے اس کا نام دونائی پشت ہے۔ سید میاں مصطفیٰ کے تین فرزند تھے۔ سید عبدالوہاب المعروف بہ میاں عبدل اور میاں محمد قاسم ایک والدہ سے تھے اور میاں محمد حسن دوسری والدہ سے۔

میاں عبدل کے فرزندوں کے نام یہ ہیں: میاں ساقی۔ سید مسعود۔ سید جمال الدین۔ میاں داؤد۔ شاہ عبدالقادر۔ سید عبدالرزاق۔ خواجہ بہاالدین۔ سید محمود شاہ۔ میاں موسیٰ المعروف عالم شاہ۔

سید جمال الدین کے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی تھیں۔ جن کے نام یہ ہیں: محمد عباس المعروف بہ سید عباس۔ ظہیرالدین المعروف بہ غیاث الدین، مرزا علی شاہ المعروف بہ مرزا شاہ۔ سید مرتضیٰ اور سید مہدی۔ سید جمال الدین کی دختر شاہ محمد غوث گیلانی اللاہوری کی والدہ تھیں۔

ان میں سے، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، سید جمال الدین افغانی کے جدامجد سید ظہیرالدین (ابن سید جمال الدین ابن سید عبدالوہاب المعروف بہ میاں عبدل ابن مصطفیٰ محمد ابن سید علی ترمذی (قندوزی)

المعروف بیربابا علیہ الرحمۃ متوفی (۹۹۱ھ - ۱۵۸۳ء) ہیں۔ اس خاندان کا مکمل شجرہ ہم نے اپنی تالیف تذکرۃ السادات الافغان میں دے دیا ہے۔ یہاں طوالت کی وجہ سے اس سے صرفِ نظر کرتے ہیں۔

سطور مندرجہ بالا میں سید فقیر بادشاہ اور آپ کے پوتے سید حسین صاحب کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کا شجرہ یہ ہے: سید حسین ابن سید غلام محمد جان، ابن سید محمد فقیر (جد امجد سادات افغان)، ابن محمد لطیف ابن سید عبداللہ ابن محمد عباس المعروف بسید عباس ابن سید جمال الدین ابن میاں عبدل ابن میاں مصطفیٰ ابن سید علی ترمذی بیربابا علیہم الرحمۃ۔

ان ہی سید محمد فقیر کے ایک بھائی کا نام سید بہا الدین اور ان کے فرزند کا نام سید محمود تھا جن سے امیر دوست محمد خان والیٔ کابل کی پوتی اور سردار محمد اکبر خان غازی کی لڑکی بیاہی گئی تھی۔ سید محمود شاہ نے امیر شیر علی خان کی شکست کے بعد سمت مشرقی افغانستان میں اپنی مستقل حکومت کا اعلان کر دیا تھا اور جب امیر عبدالرحمٰن خاں نے حکومت کابل پر آکر قبضہ کیا تو سید محمود شاہ کو اپنے علاقہ کنڑ سے نکل کر قبائلی علاقہ باجوڑ (شمال مغربی پاکستان) میں پناہ لینی پڑی تھی۔ سید محمود کے فرزندوں کے نام یہ ہیں۔ سید مسعود۔ سید مسرور۔ سید محمد۔ سید یوسف۔ سید کاظم۔ سید ذکریا اور سید حبیب۔ ان میں سے سید کاظم کے لڑکے کا نام سید محمد عیسیٰ تھا جن کے فرزند کا نام سید فرید اللہ شاہ ہے (جو لاہور اور پشاور کے کمشنر رہ چکے ہیں) اس وضاحت سے مقصد یہ بتلانا ہے کہ سید جمال الدین افغانی کے جد امجد سید ظہیر الدین کے بڑے بھائی سید محمد عباس بادشاہ کی نسل کے بہت سے محترم اصحاب شمال مغربی سرحدی صوبہ میں آباد ہیں۔ اور سید جمال الدین افغانی کے مشترکہ خاندان کا مکمل شجرہ سید عبدالمنان (سابق وزیر اعظم ریاست انب دربند) ابن سید محمد امین ابن سید احیا الدین ابن سید محی الدین ابن سید محمد لطیف ابن سید عبداللطیف ابن سید عبداللہ، ابن سید عباس ابن سید جمال الدین ابن سید عبدالوہاب ابن میاں مصطفیٰ ابن سید علی ترمذی کے پاس موجود ہے۔ محترم سید عبدالمنان ابھی زندہ ہیں۔ عالم، فاضل اور تبلیغی جماعت کے سرگرم رکن ہیں۔ موضع فضل آباد ڈاکخانہ فضل آباد۔ ضلع و تحصیل مردان صوبہ سرحد ان کا پتہ ہے۔ ان سے مزید تصدیق کی جا سکتی ہے۔ سید فرید اللہ، سید عبدالمنان کے بھانجے بھی ہیں۔ راقم الحروف نے اپنی تالیف "تذکرۃ السادات الافغان" کے لیے سید جمال الدین افغانی کا شجرۂ نسب ان ہی سید عبدالمنان صاحب سے حاصل کیا ہے۔